تحریک جدید کے دفتر اول، دوم اور سوم کے نئے سال کا اعلان

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۹؍اکتوبر ۱۹۷۶ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہّد وتعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

مجھے یہ سن کر بہت دکھ ہوا کہ گذشتہ جمعہ کے موقع پر دوستوں کو خطبہ کی آواز ٹھیک نہیں آتی رہی۔ آج مَیں نے کچھ دیر پہلے تحقیق کی تھی اور مجھے بتایا گیا ہے کہ لاؤڈ سپیکر ٹھیک کام کر رہے ہیں۔ کیا آپ سب کو آواز ٹھیک آ رہی ہے؟ (دوستوں نے بتایا کہ آواز ٹھیک آ رہی ہے)

پھر حضور انور نے فرمایا:-

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لِلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنٰى (الرعد:۱۹) کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کا کہا مانتے ہیں وہی کامیاب ہوتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رحمۃٌ للعالمین بن کر دنیا کی طرف آئے اور قرآن کریم کے مخاطب صرف وہی لوگ نہیں ہیں جو آپ پر ایمان لائے بلکہ ہر انسان قرآن کریم کا مخاطب ہے۔ پس بنی نوع انسان کو بحیثیت مجموعی یہ کہا گیا ہے کہ خدا کا کہا مانو گے تو کامیاب ہو گے ورنہ نہیں ہو گے۔

گذشتہ قریباً چودہ سو سال سے ہی یہ نظر آتا ہے کہ کچھ لوگ خدا کا کہا مانتے اور شریعت اسلامیہ پر عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور کچھ لوگ کہا نہیں مانتے اور قرآن کریم پر عمل نہیں کرتے۔ ان میں سے کچھ تو اس لئے عمل نہیں کرتے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان ہی نہیں لاتے اور کچھ اس وجہ سے عمل نہیں کرتے کہ ایمان لانے کے بعد بھی وہ اُن طاقتوں کی چالوں

میں آجاتے ہیں جو کہ انسان کو خدا تعالیٰ کے احکام کی خلاف ورزی پر اُبھارتی ہیں اور وہ قرآن کریم کے احکام پر عمل کرنے کی کوشش نہیں کرتے لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ سچی اور حقیقی کامیابی اسے ہی نصیب ہوتی ہے جو خدا تعالیٰ کے احکام پر عمل کرتا ہے۔

سچی اور حقیقی کامیابی کو پرکھنے کے لئے پہلے تو یہ دیکھنا ضروری ہے کہ انسانی زندگی کی مدّت کیا ہے؟ بعض لوگ جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہ سمجھتے ہیں کہ اس دنیا کے آرام اور عیش کے مل جانے کے نتیجہ میں حقیقی کامیابی حاصل ہوتی ہے قطع نظر اس کے کہ ان کو اس دنیا کا عیش و آرام ملتا بھی ہے یا نہیں۔ لیکن چونکہ یہ مفروضہ کہ اس زندگی کے ساتھ انسانی حیات ختم ہو جاتی ہے، غلط ہے۔ اِس لئے اگر ابدی زندگی میں جو موت کے بعد انہیں حاصل ہوتی ہے وہ ناکام رہیں تو اس دنیا کی ان کے نزدیک ان کی کامیابی کامیابی تو نہیں کہلا سکتی لیکن سوچنے والی سمجھ اور فراست جانتی ہے کہ اِس دنیا میں بھی حقیقی کامیابی ان کو نہیں ملتی جو خدا کی طرف پیٹھ پھیر کر اپنی زندگی گزارتے ہیں اور شیطانی اعمال کی طرف متوجہ رہتے اور اُن پر کاربند ہوتے ہیں۔

مثلاً اِس دنیا میں جو ہماری آج کی دنیا ہے اس میں سب سے زیادہ ترقی یافتہ قومیں جو کہ دنیوی ترقیات کی چوٹی پر پہنچی ہوئی ہیں امریکہ اور روس اور پھر چین اور یورپین ممالک ہیں یعنی انگلستان اور جرمنی اور فرانس وغیرہ وغیرہ لیکن بحیثیت قوم جب ان کی زندگیوں کا مطالعہ کیا جاتا ہے تو ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں (اور جب ان سے بات کی جائے تو جس نتیجہ پر ہم پہنچتے ہیں وہ بھی اس کا انکار نہیں کرتے) کہ باوجود مادی ترقیات کے انہیں سکونِ قلب حاصل نہیں اور باوجود دنیوی لحاظ سے اس قدر آگے بڑھ جانے کے وہ اندھیرے میں اُس چیز کی تلاش میں پھرتے ہیں کہ جو ان کے دل کے اطمینان کا باعث بن سکے۔ اس دورہ میں بھی اس مضمون کے متعلق میں نے بیسیوں سے باتیں کیں اور سب نے یہی کہا کہ یہ آپ درست کہتے ہیں ہمیں اطمینانِ قلب حاصل نہیں ہے۔ جو لوگ صاحبِ اقتدار ہیں جن ہاتھوں میں اُن قوموں کی لگام ہے ان کی پریشانیاں تو خدا کی پناہ، اللہ محفوظ رکھے اس قدر ہیں کہ آپ لوگ اس کا اندازہ بھی نہیں لگا سکتے۔ آپس کی چپقلش، بے اعتباری، بدظنی اور ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کی کوششوں نے ان کی نیندیں حرام کی ہوئی ہیں۔ پھر حوادثات بھی ان کا پیچھا نہیں چھوڑ رہے۔ ابھی پچھلے

مہینوں میں جبکہ میں دورے پر رہا ہوں پہلے وہاں پانی کی کمی ہوگئی اور انگلستان جیسے ملک میں جہاں یہ حال تھا کہ جب مَیں پڑھا کرتا تھا تو ان دنوں میں اگر کسی دن دو تین گھنٹہ کے لئے سورج نظر آتا تھا تو لوگ بڑے خوش ہوتے تھے کہ سورج کی شعاعوں نے ہمیں گرمی اور لذت پہنچائی وہاں اب یہ حال تھا کہ ہفتوں بلکہ مہینوں گذر گئے کہ بارش نہیں برسی بلکہ بہت سے علاقوں میں بادل دیکھنا بھی نصیب نہیں ہوا۔ یہاں تک کہ انگلستان کے بعض حصوں میں پانی کا راشن کر دیا گیا اور وہ یہ سوچ رہے تھے کہ اگر مہینہ دو مہینے یہی حالت اَور رہی تو ہم جہازوں کے ذریعہ،ٹینکرز کے ذریعہ ناروے سے پینے والا پانی اپنے ملک کے لئے لے کر آئیں گے۔ درخت جل رہے تھے،لوگوں نے گھروں میں جو پودے لگائے ہوئے تھے وہ سوکھ رہے تھے اور ہدایت یہ تھی کہ اِن پودوں کو پانی نہیں دینا کیونکہ پانی کی کمی ہے اور پھر جب مَیں واپس آیا ہوں تو بارش ہوئی اور بارش وہ ہوئی کہ یہ خبریں آنے لگیں کہ فلاں علاقے میں سیلاب آ گیا ہزارہا آدمی بے گھر ہو گئے، مکان بہہ گئے، پانی کا جو ریلہ آیا وہ پورا مکان کا مکان ہی بہا کر لے گیا کئی جانیں تلف ہوئیں اور نقصان ہوگیا۔ پس چونکہ وہ خدا تعالیٰ کا حکم ماننے کے لئے تیار نہیں اور اللہ تعالیٰ نے انسان کی فلاح اور کامیابی اور خوشحال زندگی کے لئے جو تعلیم بھیجی ہے اس کی طرف توجہ نہیں کرتے اِس لئے اپنے ہاتھ سے بھی وہ اپنی ناکامیوں کے سامان پیدا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کو بیدار کرنے کے لئے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ان کے منہ اور توجہ کو پھیرنے کے لئے انہیں گاہے گاہے جھنجھوڑتا بھی رہتا ہے جیسا کہ اس کی سنت ہے۔

یہ بات کرتے ہوئے مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کا ایک واقعہ یاد آ گیا کہ اللہ تعالیٰ کس طرح اپنے پیاروں کے ذریعے سے اور اب اس زمانہ میں بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اپنے نہایت ہی پیارے محبوب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے سے اپنی رحمت کے سامان پیدا کرتا ہے۔ ایک دفعہ قحط پڑا۔ مدینہ میں بعض صحابہؓ نے جمعہ کے وقت کہا کہ یارسول اللہ! قحط پڑا ہے، چارے بھی خشک ہو گئے ہیں، جانور بھی تکلیف میں ہیں اور انسان بھی تکلیف میں ہیں اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ ہمارے لئے بھلائی کے سامان پیدا کرے اور اپنی رحمت کی بارش نازل کرے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی اور ابھی جمعہ ختم نہیں ہوا

تھا کہ بارش شروع ہوگئی۔ بارش ہوتی رہی اور سات دن زمین خوب سیراب ہوئی۔ اگلے جمعہ میں پھر کھڑے ہو گئے کہ یا رسول اللہ بارش تو زیادہ ہوگئی ہے اب ہمیں بارش کی زیادتی نقصان پہنچا رہی ہے۔ یارسول اللہ! دعا کریں کہ بارش تھم جائے۔ آپ نے دعا کی اور بارش تھم گئی۔ اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم موجود تھے اور خدا تعالیٰ نے آپ کی دعا سے اس علاقے میں آپ کی صداقت اور آپ سے اپنے پیار کا ایک نشان ظاہر کرنا تھا چنانچہ اس طرح لِلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنٰى کے مطابق ان کی کامیابی اور فلاح کے اللہ تعالیٰ نے سامان پیدا کر دیئے اور اب مہینوں انگلستان پانی کے لئے تڑپتا رہا لیکن اسے پانی نہیں ملا اور جب پانی ملا اور اس کی زیادتی ہوگئی تو اس پانی کو بند کرنے کے لئے اور اس میں مناسب توازن قائم کرنے کے لئے ان کو کوئی سہارا نہیں ملتا تھا۔ وہ لوگ اسی چکر میں رہتے ہیں۔ مَیں نے تو ایک چھوٹی سی مثال دی ہے ورنہ ان کی ساری زندگیاں ہی اسی چکر میں ہیں۔ شراب کے نشے میں اپنے دکھوں کو بھولنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ وہ شراب جس کے متعلق قرآن کریم نے کہا ہے کہ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ (المائدة:۹۱) کہ یہ شیطانی عمل کی گندگی ہے اور وہ خدا کی طرف جھکنے کی بجائے ذکر اللہ کی بجائے شیطانی عمل کی طرف جھک کر اپنے لئے سکون قلب تلاش کرتے ہیں لیکن دکھ کا بھول جانا تو اطمینان قلب نہیں کہلا سکتا کہ جی ہمیں یاد نہیں رہا۔ جیسے کہ اگر کوئی آدمی بیمار ہو اور درد میں تڑپ رہا ہو اسے ڈاکٹر افیم کا مارفیا کا ٹیکہ لگا دیتے ہیں اور بے حس کر دیتے ہیں لیکن بے حسی سکون قلب اور خوشحالی کی علامت نہیں۔ بے حسی خواہ کسی فعل کے نتیجہ میں پیدا ہو ٹیکہ لگانے کے نتیجہ میں یا شراب پینے کے نتیجہ میں وہ اس بات کی علامت ہے کہ انسان تکلیف میں ہے لیکن اس کو کوئی مداوہ نظر نہیں آتا، اس کو کوئی چارہ نظر نہیں آتا۔ وہ خود کو بے حس اور بے ہوش کر کے یا نیم بے ہوشی اپنے اوپر طاری کر کے تکلیف کا احساس دور کرنا چاہتا ہے کیونکہ تکلیف کو دور کرنے کا کوئی سامان اس کے پاس نہیں ہے۔

وہ حسین تعلیم جو قرآن عظیم کی شکل میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ نوعِ انسانی کو دی گئی تھی کچھ خوش بخت تھے جن کے لئے اس کے ذریعہ حسنٰی اور کامیابی اور خوشحال زندگی کے سامان پیدا ہوئے اور کچھ کے لئے نہ ہوئے۔ انسان کو دکھوں سے نجات دلانے کے لئے

ایک جدوجہد ایک تگ و دو، ایک عظیم مجاہدہ چودہ سو سال سے شروع ہے۔ اسلام کسی کو زبردستی مسلمان نہیں بناتا اسلام درد کو دور کر کے، پریشانیوں کو مٹا کر جسمانی اور روحانی سرور پیدا کر کے لوگوں کے دل جیتتا اور انہیں اپنی طرف لے کر آتا ہے جیسا کہ بتایا گیا تھا کہ نوعِ انسانی چودہ سو سال تک بھٹکتے رہنے کے بعد اور سرگرداں پھرنے کے بعد آخری زمانہ میں اسلامی تعلیم کی طرف آئے گی اور اس کے حسن کو پہچانے گی اور اس کے سرور سے سرور حاصل کرے گی اور اس کی لذتوں میں اپنی خوشیاں پائے گی جیسا کہ یہ پیشگوئی کی گئی تھی اس کے مطابق اب نوعِ انسانی کو اسلامی تعلیم کی طرف لانے کا زمانہ آ گیا ہے اور یہ ذمّہ داری کہ اسلام کے حسن کا تعارف نوعِ انسانی سے کروایا جائے جماعت احمدیہ پر ڈالی گئی ہے جنہوں نے کہ مہدی علیہ السلام پر ایمان لانے کی توفیق پائی۔ اس سلسلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے علمی لحاظ سے ہمارے خزانوں کو بھر دیا ہے اور اعتقادی لحاظ سے کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے جس کے متعلق یہ کہا جا سکے کہ مسئلہ تو ہے مگر اس کے سلجھانے کے لئے کوئی تعلیم ہمارے پاس نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی چھوٹی اور بڑی قریباً ۸۰۔۸۲ کتب میں قرآن کریم کی تفسیر اس رنگ میں کی ہے کہ یا تو بعض مسائل کو کھول کر حل کر دیا یا بعض مسائل کو حل کرنے کے سامان پیدا کر دیئے اور ایک بیج آپ کی اس تفسیر قرآنی کے اندر پایا جاتا ہے جس کو آنے والوں نے سمجھا اور بیان کیا اور آنے والے قیامت تک سمجھتے رہیں گے اور بیان کرتے رہیں گے لیکن اس تفسیر قرانی کو جس کی آج نوعِ انسان کو ضرورت ہے نوعِ انسان تک پہنچانا ہمارا کام ہے۔ یہ ہمارا کام ہے اور ہمارا کام رہے گا۔ اس وقت کام کی ایک ابتدا ہے۔ پھر ہر کام اپنی جوانی میں آتا اور پھر اپنے عروج کو پہنچتا ہے۔ جہاں تک علم کا سوال تھا جہاں تک ضرورت کے لحاظ سے تفسیرِ قرآنی کا سوال تھا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمارے خزانوں کو بھر دیا۔ اس کے بعد ان کو پھیلانے کا کام شروع ہوا۔ ذَكِّرْ کے ماتحت اپنوں میں بھی پھیلانا ہے تاکہ احمدی بڑے اور چھوٹے، مرد و زن قرآن کریم کی تعلیم کو بھول نہ جائیں۔ چنانچہ ان میں درس کا سلسلہ شروع ہوا، نئے مسائل آئے اور خلفاءِ وقت اور علماءِ احمدیت کو اللہ تعالیٰ نے یہ توفیق دی کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بتائی ہوئی تفسیر اور شرح میں سے وہ علم

حاصل کریں کہ جس کی ضرورت تھی اور انہوں نے علمی لحاظ سے ان مسائل کو حل کیا۔ دنیا کا اسلام کی طرف آنا اس معنی میں کہ اسلام کی تعلیم کے حسن اور اس کی خوبی کی معرفت حاصل کرنے کے بعد یہ یقین حاصل کر لینا کہ ہماری تمام برائیوں کو دور کرنے اور ہمارے تمام دکھوں کو دور کرنے کا علاج اور مداوا اسلامی تعلیم میں ہے اور ہماری حقیقی فلاح اور کامیابی اسلامی تعلیم کے اندر ہے۔ یہ تبھی ممکن ہے اور تبھی دنیا کو پتہ لگے گا جب ہم اسلامی تعلیم ان کے سامنے پیش کریں گے۔ اس کے بعد یعنی دنیا کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے بعد پھر عمل کرنے کا سوال ہے اس کے لئے جماعت کی ذمّہ داری ہے وہ عملی نمونہ پیش کرے۔ آپ سوچا کریں اور کوشش کریں کہ دنیا کے سامنے اسلامی تعلیم کا صحیح عملی نمونہ پیش کرسکیں۔ پس غیر کا دل جیت کر (غیر سے مراد وہ ہے جسے اسلام کے دائرے کے اندر آ جانا چاہیئے تھا لیکن ابھی تک وہ دور ہے) اسے اسلام میں داخل کرنا اور عمل کرنے کے لئے اسے تیار کرنا جماعت کی دوسری ذمّہ داری ہے۔

ایک وقت آیا ایک دور کے بعد دوسرا دور گزرا (اس طرح کئی دور آتے رہتے ہیں ایک دور کے بعد دوسرا دور آتا ہے) اُس وقت حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ آپ نے بیرون پاکستان (اس وقت ابھی پاکستان نہیں بنا تھا بلکہ ہندوستان تھا) دنیا کے مختلف ممالک میں اسلامی تعلیم کو پھیلانے کے لئے ایک الٰہی تحریک جاری کی ایک منصوبہ تیار کیا اور اس کا نام تحریک جدید رکھا۔ ۱۹۳۴ء میں تحریک جدید کی ابتدا ہوئی پھر اپنی ابتدا سے ترقی کرتے ہوئے اس نے بڑھنا شروع کیا اور پھیلنا شروع کیا۔ دنیا اس بات کو نہیں سمجھتی بلکہ اعتراض کرنے کے لئے تیار ہو جاتی ہے لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صرف اس منصوبہ کے نتیجہ میں ہی لاکھوں عیسائیوں اور مشرکین کو حلقہ بگوش اسلام کرنے کی توفیق دی۔ لاکھوں! ایک یا دو نہیں، سینکڑوں نہیں، ہزاروں نہیں بلکہ صرف افریقہ میں ہی لاکھوں عیسائی اور مشرک مسلمان ہوئے اور اب بھی ڈاک میں خط آ جاتے ہیں کہ میں عیسائی تھا اور چند مہینے ہوئے مَیں مسلمان ہوا ہوں دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اسلام پر قائم رکھے اور اسلامی تعلیم پر عمل کرنے کی توفیق عطا کرے۔

لیکن دنیا لاکھوں افراد پر تو مشتمل نہیں وہ تو کروڑہا افراد پر کئی ارب افراد پر مشتمل ہے اور ان سب کو اسلام کی طرف لانا اور پیشگوئیوں کے مطابق بڑے تھوڑے سے وقت میں لانا بنی نوع انسان کو جن کی اتنی بڑی تعداد ہے اور ان کے پھیلاؤ میں اتنی وسعت ہے کہ وہ ساری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں ان کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع کرنا یہ کوئی آسان کام نہیں ہے لیکن یہ ہوگا ضرور اور ہوگا اس تھوڑے سے وقت میں۔ انسانی زندگی میں صدی، سوا صدی کا زمانہ لمبا عرصہ نہیں ہے جیسا کہ قرائن ہمیں بتاتے ہیں کہ ہماری زندگی کی پہلی صدی جس کے ختم ہونے میں قریباً چودہ سال رہ گئے ہیں اس کے بعد وہ صدی ہمارے سامنے آئے گی جس کے استقبال کی ہم تیاری کر رہے ہیں اور مَیں اپنی سمجھ کے مطابق یقین رکھتا ہوں کہ وہ غلبۂ اسلام کی صدی ہے اور پھر ہماری زندگی کی تیسری صدی وہ ہوگی جس میں ہمیں ان انسانوں کی طرف توجہ کرنی پڑے گی کہ جو بچے کُھچے کونوں کھدروں میں پڑے ہوں گے اور ابھی تک اسلام نہیں لائے ہوں گے لیکن انسانوں کی اکثریت اسلام لے آئے گی اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے اور اس کی بشارتوں کے مطابق لیکن اس سلسلہ میں ہم نے بھی کچھ کرنا ہے کیونکہ یہ ذمّہ داری ہمارے کندھوں پر ہے اور خدا کا فضل ہے کہ جماعت اپنی قربانیوں میں دن بدن ترقی کر رہی ہے۔ ہمارے پاس صرف وہ مبلغ اور مبشر نہیں ہیں جو جامعہ احمدیہ میں پڑھتے ہیں۔ ان میں سے کچھ ٹوٹ جاتے ہیں اور کچھ کو اللہ تعالیٰ استقامت کی توفیق عطا کرتا ہے اور وہ باہر نکل کر بڑی قربانی دے کر خدا تعالیٰ کے نام کو بلند کرنے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت دلوں میں پیدا کرنے کے لئے اپنی کوششوں میں لگے ہوئے ہیں۔ صرف وہی نہیں بلکہ بہت سی جگہوں پر ہمارے بعض ادارے کھل گئے ہیں مثلاً مغربی افریقہ میں سالٹ پانڈ ا ایک جگہ ہے وہاں پر ان ممالک کے رہنے والے بچوں کو لمبا عرصہ پڑھا کر بطور مبلغ اور مبشر کے تیار کیا جاتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے یورپ میں ایک سامان کیا ہے۔ اس وقت میں صرف مثالیں ہی دے رہا ہوں سارے واقعات اور تعداد نہیں بتا رہا۔ یورپ میں ہمیں بڑی دقّت تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ سامان کیا کہ جرمنی میں بلکہ مجھے یوں کہنا چاہیئے کہ سارے ملکوں میں ہی جہاں ہمارے مشن ہیں ہالینڈ میں بھی، سوئٹزرلینڈ میں بھی، جرمنی میں بھی، ڈنمارک میں بھی، سویڈن میں بھی،

ناروے میں بھی اللہ تعالیٰ نے ایسے مخلص انسان اسلام کو دیئے کہ جو احمدیت کے ذریعے اسلام قبول کرنے کے بعد ہمارے آنریری مبلغ بن گئے۔ رضا کار مبلّغ، وہ تنخواہ نہیں لیتے تھے لیکن مبلغوں کی طرح دن رات کام کرتے تھے اور اب بھی کر رہے ہیں وہ انتہائی مخلص ہیں۔ انسان حیران ہو جاتا ہے ان کو اور ان کے عمل کو دیکھ کر کہ اتنی دور رہنے والے ہیں سوائے اس کے کہ فرشتوں نے ان کے اندر ایک انقلاب پیدا کیا ہو یہ تبدیلی رونما نہیں ہو سکتی۔ اُس گند میں سے وہ نکلے اور اس گند سے متاثر ہوئے بغیر بلکہ میں یہ کہوں گا کہ اس گند کو اپنے لئے کھاد بنا کر ایک نہایت حسین روحانی زندگی انہوں نے اپنے اندر پیدا کی اور بہت کام کیا۔ لیکن یہ تعداد بھی کم ہے ہمارے پاس پیسہ بھی کم ہے اور آدمی بھی کم لیکن جیسا کہ مَیں نے آپ کو پہلے بھی متعدد بار کہا ہے ہماری ذمّہ داری یہ نہیں ہے کہ دنیا کی ساری غیر مسلم آبادیوں کو مسلمان بنانے کے لئے جتنی رقم کی ضرورت ہے وہ ہم دیں یا جتنے مبلغین کی ضرورت ہے وہ ہم پیدا کریں کیونکہ ہمارے پاس نہ اتنا مال ہے اور نہ اس تعداد میں ہم آدمی دے سکتے ہیں لیکن ہمیں یہ کہا گیا ہے کہ جتنی تمہاری استعداد ہے اس کے مطابق تم زیادہ سے زیادہ پیش کرو اور جو کمی رہ جائے گی (اور کمی بہت بڑی ہے) اس قربانی اور کامیابی کے درمیان جو گیپ (Gap) ہے وہ بہت وسیع ہے لیکن خدا کہتا ہے کہ وہ کمی مَیں پوری کر دوں گا لیکن کروں گا اس وقت جب تم اپنی قربانیوں کو انتہا تک پہنچا دو گے۔

اس پس منظر میں آج مَیں تحریک جدید کے تینتالیسویں اور تینتیسویں اور بارھویں دفتر کے افتتاح کا اعلان کرتا ہوں۔ یکم نبوت یعنی نومبر سے یہ نیا سال شروع ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے مَیں زیادہ تفصیل میں نہیں جاؤں گا کچھ سالوں کا گراف دفتر نے مجھے بھجوایا ہے یہ ۶۸۔۱۹۶۷ء سے شروع ہوتا ہے گویا پچھلے آٹھ سال کا ہے اور یہ آٹھ سال کا گراف تیزی سے اوپر چڑھتا ہے انہوں نے اس پر صحیح لکھا ہوا ہے کہ

ہم تو ہر دم چڑھ رہے ہیں اک بلندی کی طرف
وہ بلاتے ہیں کہ ہو جائیں نہاں ہم زیرِ غار (درثمین)

ایک بلندی کی طرف اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے صرف اللہ کے فضل اور اس کی

رحمت سے جماعت بڑھ رہی ہے اور اپنی ہر قسم کی قربانیوں میں ترقی کر رہی ہے۔ ان میں سے ایک حصہ مالی قربانی کا بھی ہے۔ تحریک جدید کے ماتحت ان قربانیوں کا جو منصوبہ بنایا گیا تھا اس کے متعلق بھی مَیں سمجھتا ہوں کہ اب بہت کچھ کہنے کی ضرورت ہے انشاء اللہ۔ اللہ نے توفیق دی تو میں کسی خطبے میں اس کے متعلق بیان کروں گا۔ اس وقت مَیں یہ بیان کرنا چاہتا ہوں کہ چند سال پہلے جو ٹارگٹ مَیں نے جماعت کو دیا تھا اس تک پہنچنے میں کافی دیر لگ گئی۔ وہ ٹارگٹ غالبًا آٹھ لاکھ اور کچھ ہزار کا تھا لیکن پھر جو بیریئر (Barrier) اور جو روک تھی۔ پتہ نہیں کیا تھی خدا ہی جانتا ہے۔ جماعت نے اس کو پھلانگا اور سالِ رواں کے یعنی جو سال گزر رہا ہے اس کے وعدے بارہ لاکھ ستر ہزار کے ہو گئے اور نئے سال کا ٹارگٹ اللہ پر توکل کرتے ہوئے اور اسی پر بھروسہ رکھتے ہوئے مَیں پندرہ لاکھ کا مقرر کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ جماعت اسے پورا کرے گی۔ ہمارے دل خدا کی حمد سے ہمیشہ ہی معمور رہتے ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ ہمارے دلوں میں خدا تعالیٰ مزید حمد، بے شمار حمد کرنے کی وسعت پیدا کر دے تاکہ ہم اس کے شکر گزار بندے بن کر اپنی زندگیاں گزارنے والے ہوں۔

اس گراف میں ایک اور چیز نظر آتی ہے وہ یہ کہ گذشتہ تین سال حوادثات کے سال تھے ۱۹۷۳ء میں بڑا سخت سیلاب آیا تھا اس نے نقصان کیا پھر ۱۹۷۴ء میں حالات خراب ہوئے اور ابھی تک اس کی بازگشت کسی طرح ختم ہونے میں ہی نہیں آ رہی۔ اللہ تعالیٰ رحم کرے لیکن ان سالوں میں تو مالی قربانیوں کا گراف بڑی تیزی کے ساتھ اوپر اٹھا ہے ہم یقین رکھتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے قائم کیا ہے ہم یقین رکھتے ہیں کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام یقیناً مسیح موعود اور مہدی معہود علیہ السلام ہیں اور ہم یقین رکھتے ہیں کہ مہدی کی بعثت اللہ تعالیٰ کے ایک خاص منصوبہ کے ماتحت ہوئی اور ہم یقین رکھتے ہیں کہ جیسا کہ پہلی بشارتوں میں یہ کھل کر آیا ہے اور ہمارے بزرگوں نے قرآن کریم کی تفسیر کرتے ہوئے یہ کہا ہے کہ اسلام کا ساری دنیا پر غلبہ تمام ادیانِ باطلہ کے عقائد کا مٹ جانا اور اسلامی تعلیم کا دنیا میں قائم ہو جانا مہدی اور مسیح کے زمانہ میں ہوگا۔ یہی وہ زمانہ ہے یہ ہمارا یقین ہے، یہ ہمارا عقیدہ ہے، یہ ہمارا اعتقاد ہے۔ یہ وہ چیز ہے جس کو ہم اسی طرح مانتے ہیں جس طرح ہم یہ

مانتے ہیں کہ اس وقت سورج نکلا ہوا ہے۔ آپ کی تو اس طرف پیٹھ ہے میرے سامنے دھوپ ہے۔ جس طرح اس دھوپ پر ہمیں یقین ہے اسی طرح اس بات پر ہمیں یقین ہے اور ہمیں یہ یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ کے منصوبوں کو انسان ناکام نہیں بنایا کرتے اور ہمیں یہ یقین ہے کہ ہماری کسی کوشش کے نتیجہ میں نہیں بلکہ اس وقت تک کہ ہمارے دل اللہ تعالیٰ کے پیار سے معمور رہیں اور ہمارے سینے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق سے بھرے رہیں اور ہمارا احساس یہ رہے کہ ہم ادنیٰ چاکر کی حیثیت میں اسلام کو ساری دنیا میں قائم کرنے کے لئے پیدا ہوئے اور قائم کئے گئے ہیں اس وقت تک اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہمارے شامل حال رہیں گی اور ہمارا قدم شاہراہ غلبۂ اسلام پر آگے ہی آگے بڑھتا چلا جائے گا۔

پس راستہ بڑا کُھلا ہے سختیاں بھی اٹھانی پڑیں گی، تکلیفیں بھی اٹھانی پڑیں گی لیکن ہم کیا جانیں ان تکلیفوں کو خدا کی راہ میں۔ دنیا اپنا زور لگائے گی کہ ہمیں ناکام کیا جائے جیسا کہ پہلے لگاتی رہی ہے لیکن ہمیں ناکام نہیں کرسکتی۔ مَیں دنیا کے ہر مینار سے یہ آواز بلند کرنے کے لئے تیار ہوں کہ دنیا خدا تعالیٰ کے اس منصوبہ کو ناکام نہیں کرسکتی۔ دنیا کے سارے ایٹم بم اکٹھے ہو جائیں پھر بھی جو طاقتیں اس وقت گھمنڈ سے اپنی گردنیں اٹھائے ہوئے ہیں، ہم ان کی خیرخواہی کے لئے ان کے دل جیت کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے ان کو جمع کر دیں گے۔ یہ ہے ہمارا منصوبہ، مارنے کا نہیں زندہ کرنے کا۔ قرآن کریم نے بڑا پیارا اعلان کیا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز کی طرف آؤ اس پر لبّیک کہو کہ وہ تمہیں اس لئے بلاتا ہے لِمَا يُحْيِيكُمْ (الانفال:۲۵) کہ وہ تمہیں زندہ کرے۔ اس وقت مُردوں جیسی حالت ہے۔ یہ کام تو ہو کر رہے گا لیکن احمدیت کی ہر اس نسل کی زندگی میں کامیابی کا حصہ ہوگا جو نسل اپنی ذمّہ داریوں کو سمجھتے ہوئے خدا کی راہ میں قربانی دیتی چلی جائے گی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا کرے اور اللہ تعالیٰ زیادہ سے زیادہ اپنی رحمتوں سے ہمیں نوازے اور ہمیں ان اعمال کی توفیق عطا کرے جن سے ہم اس کی محبت کو ہمیشہ پہلے سے زیادہ پانے والے اور اس سے لذت اور سرور حاصل کرنے والے ہوں۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۱۷؍جون ۱۹۷۷ء صفحہ ۲ تا ۵)